

مدارس سے متعلق اعلیٰ سطحی اجلاس کی روداد

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

7 ستمبر بروز پیر وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں دینی مدارس کے بارے میں ایک اہم منفرد اور تاریخی اجلاس ہوا۔ اس اجلاس اور اس میں ہونے والے فیصلوں کے بارے میں اندرون و بیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں غیر معمولی دلچسپی دیکھنے میں آئی۔ مسلسل فون کالوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اور ہر کوئی اس اجلاس کی تفصیلات جاننے کے لیے بے تاب ہے۔ آج کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں اس اجلاس کی جس انداز سے رپورٹنگ ہوئی اس میں بعض چیزیں حقائق کے منافی ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ منفی تاثر سامنے آیا ہے جس نے پاکستان اور دینی مدارس سے محبت رکھنے والوں کی بے چینی اور سوالات میں اضافہ کر دیا ہے، اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اجلاس کی مکمل تفصیلات من و عن پیش کر دی جائیں تاکہ ریکارڈ درست رہے اور لوگوں کے ابہام و تذبذب اور سوالات کا بھی خاتمہ ہو سکے۔

آج (8 ستمبر 2015ء) کے اخبارات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اجلاس کے بارے میں کیا کچھ گھڑا اور چھاپا گیا اور کتنی ہی ایسی چیزیں رپورٹ ہوئیں جن کا اجلاس میں سرے سے تذکرہ تک نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر اس بات کی رپورٹنگ کی گئی کہ مدارس کا نصاب تبدیل کیا جائے گا اور مدارس میں اے لیول اور او لیول کی تعلیم لازمی طور پر دی جائے گی، یاد رہے کہ مدارس عصری تعلیم کو نصاب میں شامل کرنے سے انکاری نہیں لیکن اس طرح کی کوئی بات اجلاس میں سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ اسی طرح کسی کو بلاوجہ کافر کہنے، قتل پر اکسانے اور شرانگیز تقاریر وغیرہ سب قابل مذمت ہیں لیکن اجلاس میں ان کا اس طرح ذکر نہیں آیا جس طرح اخبارات اور میڈیا میں رپورٹ ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ مدارس کے لین دین کے تمام معاملات آئندہ بینکوں کے ذریعے ہوں گے حالانکہ صرف یہ ذکر آیا کہ بعض علاقوں میں بینک جملہ ضروری دستاویزات جمع کروانے کے باوجود مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے میں لیت و لعل سے کام لیتے ہیں، تنگ کرتے ہیں اور بلا جواز رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات چھپی کہ بیرونی امداد کے لیے قانون سازی ہوگی اجلاس میں اس بات کا ذکر تک نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ مدارس کسی قسم کی بیرونی امداد لیتے ہی نہیں اس لیے اگر حکومت اس بارے میں قانون سازی کرے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا

تاہم حکومت قانون سازی سب کے لیے یکساں طور پر کرے وہ قانون سازی مدارس کے بارے میں امتیازی نہ ہو۔ ان چند مثالوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح اپنی خواہش کو خیر بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کس طرح ”میز کھانیاں“ تخلیق کر کے معاملات کو بگاڑا جاتا ہے۔ ایسا پہلی دفعہ نہیں ہوا بلکہ جب بھی معاملات صحیح رخ پر چلنے لگتے ہیں، پاکستان کے بہتر مستقبل کے کسی سفر کا آغاز ہوتا ہے، کوئی کامیاب اجلاس ہوتا ہے تو کئی منفی قوتیں اور سازشی عناصر کامیاب اجلاس کو ناکام بنانے کی کوشش میں بخت جاتے ہیں اس لیے حکومت اور ارباب مدارس کو ایسے عناصر پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

بہر حال یہ اجلاس پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم اور منفرد اجلاس تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومتی اور عسکری قیادت نے کھلے دل سے مدارس سے متعلق جملہ امور کو سنا، پانچوں وفاقی اور تمام مکاتب فکر کے قائدین نے کھل کر دینی مدارس کے بارے میں جملہ امور پر اظہار خیال کیا۔ اجلاس انتہائی خوشگوار اور افہام و تفہیم کے ماحول میں ہوا۔ اجلاس کے بعد دونوں طرف کے ذمہ داران نے انتہائی تسلی اور اعتماد و اطمینان کا اظہار کیا، بہت سی غلط فہمیوں کازالہ ہوا۔ اجلاس میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راجیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان اختر، وفاقی وزیر داخلہ چودھری شاعلی خان، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر تعلیم میاں بلیغ الرحمن شریک ہوئے جبکہ دینی مدارس کی طرف سے راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمن، پروفیسر ساجد میر، مولانا عبدالملک، علامہ ریاض حسین نقوی، مولانا ڈاکٹر یاسین ظفر، صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن اور علامہ محمد نجفی شریک ہوئے۔

اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں، پہلی نشست وفاقی وزیر داخلہ کی صدارت میں ہوئی جس میں دینی مدارس کی قیادت کے علاوہ وزارت داخلہ، وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے سیکرٹریز شریک ہوئے، یہ نشست دو گھنٹے جاری رہی پھر مختصر وقفے کے بعد دوسری نشست وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی صدارت میں ہوئی، وہ بھی دو گھنٹے تک جاری رہی یوں مجموعی طور پر اجلاس چار گھنٹے جاری رہا۔ وزیراعظم، چیف آف آرمی اسٹاف اور دیگر تمام ذمہ داران نے اجلاس کو خصوصی اہمیت دی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک موقع پر جب یہ کہا گیا کہ اجلاس کو مختصر کیا جائے کیوں چیف آف آرمی اسٹاف کی کوئی اور مصروفیت ہے تو چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا: اجلاس جب تک جاری رہے گا میں اس وقت تک موجود رہوں گا اجلاس کو ہرگز مختصر نہ کیا جائے۔

اجلاس کے موقع پر اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ وطن عزیز پاکستان کے استحکام کے لیے، پاکستان میں امن و امان کے قیام کے لیے، پاکستان سے دہشت گردی، انتہا پسندی اور تشدد کے خاتمے کے لیے حکومتی، عسکری اور دینی قیادت مل کر کردار ادا کرے گی۔ اس موقع پر اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے کسی قسم کی سیاسی وابستگی، کسی قسم کی مفاد پرستی یا دباؤ کو آڑے نہیں آنے دیا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی طے پایا کہ مدارس کے بارے میں جملہ امور بات

حیثیت اور افہام و تفہیم سے طے کیے جائیں گے اور مدارس دینیہ، حکومتی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین رابطوں کو مزید بڑھایا جائے گا۔ دینی مدارس سے متعلقہ جملہ طے شدہ معاہدوں پر عملدرآمد کے لیے چودھری ثناء علی خان کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اس اہم ترین اجلاس کے انعقاد کے لیے سب سے اہم اور فعال کردار وفاقی وزیر داخلہ چودھری ثناء علی خان کی ذاتی دلچسپی اور سنجیدگی کا تھا جس پر وہ بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اجلاس کے آغاز میں وفاقی وزیر داخلہ نے اجلاس کے انعقاد کا پس منظر، اس کے مقاصد اور ایجنڈے کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ اس کے بعد اجلاس میں درج ذیل امور زیر غور آئے۔

اجلاس کی ابتداء میں شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے کہا کہ دہشت گردی کے ساتھ مدرسہ کا تذکرہ کرنا، ہر دہشت گردی کے واقعہ کے بعد دینی مدارس کو ہدف بنالینا انتہائی افسوسناک امر ہے۔ خاص طور پر نیشنل ایکشن پلان جو بنیادی طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اس میں مدارس کے تذکرے نے دینی مدارس کے بارے میں عمومی تاثر پر بہت منفی اثرات مرتب کیے۔ دہشت گردی کے ساتھ مدارس کے تذکرے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے مدارس سے ملتے ہیں اور دینی مدارس دہشت گردی کا منبع ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ اس پر تمام حکومتی اور عسکری ذمہ داران نے فرادفاً کہا کہ ہم دینی مدارس کے کردار و خدمات کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دینی مدارس کو اپنا ملی اثاثہ اور قومی سرمایہ تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس موقع پر یہ بات بھی آئی کہ جس طرح نیشنل ایکشن پلان میں دینی مدارس کا تذکرہ بے محل ہوا، اس سے کہیں بڑھ کر اکیسویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ نتھی کر کے اس قانون کو امتیازی اور متنازعہ بنایا گیا۔ ہماری نظر میں دہشت گردی کو مذہب سے نتھی کرنا انصافی ہے، دہشت گردی دہشت گردی ہے وہ لسانی، علاقائی یا سیاسی کسی بھی بنیاد پر ہو اس کی روک تھام ہونی چاہیے، اس لیے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ اکیسویں ترمیم کے بعد بائیسویں ترمیم لا کر اس تاریخی غلطی کا ازالہ کیا جائے۔ اس پر اصولی اتفاق کیا گیا لیکن اس پر عملدرآمد کا جائزہ بعد میں لیا جائے گا۔

چونکہ راقم الحروف کو مدارس کا مقدمہ اور مسائل پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اس لیے میں نے دینی مدارس سے متعلقہ معاملات کو ترتیب وار پیش کیا اور اجلاس کو بتایا کہ

☆..... دینی مدارس کے بارے میں اس وقت عمومی تاثر یہ ہے کہ مدارس رجسٹریشن سے انکار ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا لیکن رجسٹریشن کے عمل کی پیچیدگی اور حکومتی اہلکاروں کا طرز عمل رجسٹریشن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور حال ہی میں جو پیچیدہ اور طویل رجسٹریشن فارم تیار کیا گیا وہ بھی رجسٹریشن کے عمل کو مزید پیچیدہ بنانے کا باعث ہے۔ اس لیے یہ بات طے کی گئی کہ مدارس کی رجسٹریشن کا عمل سہل اور آسان

بنایا جائے گا۔ 2005ء کے معاہدے اور طریقہ کار کی روشنی میں رجسٹریشن کا طریقہ کار اور رجسٹریشن فارم تیار کیا جائے گا۔

☆..... ”دینی مدارس کے کوائف کے بارے میں اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس حکومتی اداروں کو کوائف فراہم کرنے سے نہ تو انکاری ہیں اور نہ ہی کبھی بھی لیت و لعل سے کام لیتے ہیں لیکن کوائف طلبی کا طریقہ کار انتہائی افسوسناک اور توہین آمیز ہے۔ اس وقت ملک بھر میں بیسیوں قسم کے سروے فارم گردش کر رہے ہیں۔ ہر ایسے ایچ او اور ڈی پی او نے اپنا الگ فارم تیار کر رکھا ہے، بعض جگہوں پر مدارس کے اساتذہ و طلباء کی بہنوں اور بیٹیوں کے نام اور فون نمبر تک طلب کیے گئے“..... اس بات پر چیف آف آرمی اسٹاف نے برہمی کا اظہار کیا اور اپنے اسٹاف کو ہدایات جاری کیں کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ اس قسم کی نادانی کا مظاہرہ کس کی طرف سے اور کیوں کیا گیا؟..... ”اسی طرح کوائف کے معاملے میں سب سے ناقابل فہم عمل یہ ہے کہ ہر دوسرے دن کسی الگ ادارے کے اہلکار کوائف کے حصول کے لیے دینی مدارس میں آتے ہیں اور مدارس کی انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں“ اس لیے اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ کوائف کے لیے ایک ہی ڈیٹا فارم تیار کیا جائے گا اور سال میں ایک یا دو دفعہ کوائف حاصل کر لیے جائیں گے اور بار بار مدارس کو پریشان کرنا نہیں کیا جائے گا بلکہ جس ادارے کو مدارس کے کوائف مطلوب ہوں گے وہ براہ راست اہل مدارس کو پریشان کرنے کی بجائے متعلقہ ادارے سے رجوع کرے گا۔

☆..... اس موقع پر دینی مدارس کے خلاف جاری کریک ڈاؤن، چھاپوں اور مدارس کے طلباء کو ہراساں کرنے کے حوالے سے صورت حال سے اجلاس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ شرکاء اجلاس کو بتایا کہ کس طرح رات کی تاریکی میں مدارس پر لشکر کشی کی جاتی ہے، بیسیوں گاڑیوں اور سینکڑوں اہلکاروں کے ساتھ مدارس پر اس طرح یلغار ہوتی ہے جیسے شاید کشمیر میں انڈین آرمی کی طرف سے بھی نہ ہوتی ہو۔ مدارس کے کمن بچے سہم جاتے ہیں، اساتذہ کی اپنے طلباء کے سامنے بے توقیری کی جاتی ہے، مدارس کی اپنے علاقے میں جو ساکھ ہوتی ہے اسے لحوں میں تہس نہس کر دیا جاتا ہے۔ گزشتہ دس ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے اور شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ ایسا ہو جس پر چھاپہ نہ مارا گیا ہو ان مدارس سے نہ کوئی مشکوک شخص برآمد ہوا اور نہ ہی کسی قسم کا اسلحہ یا کوئی اور ممنوعہ چیز پکڑی گئی لیکن اس کے باوجود چھاپے مارے جارہے ہیں اس بارے میں پہلے سے یہ بات طے چلی آرہی ہے کہ مدارس کے بارے میں اگر ٹھوس ثبوت ہوں گے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن اب ثبوت تو کجا بلا جواز چھاپے مارے جارہے ہیں، جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں، علماء کرام کے نام فورتھ شیڈول میں ڈال دیئے جاتے ہیں اس کی فوری تلافی ہونی چاہیے۔ خاص طور پر بعض مقامی پولیس اہلکار مسلکی یا ذاتی تعصب یا شخصی مفاد کی بنیاد پر کارروائیاں کرتے ہیں ان کی روک تھام کی جانی چاہیے۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ آئندہ کسی مدرسہ پر بلا جواز چھاپہ نہیں مارا جائے گا اگر کسی ادارے کے خلاف ٹھوس ثبوت ہوئے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اسی طرح ایسے مدارس جن پر بلا جواز چھاپے مارے گئے

یا جن علماء کرام کو بلاوجہ گرفتار کیا گیا۔ جن کے نام کسی عناد کی وجہ سے فورتحہ شیڈول میں ڈالے گئے ان معاملات کا کیس ٹو کیس جائزہ لیا جائے گا اور کسی قسم کی زیادتی کے مرتکب اہلکاروں اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

☆..... یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ مدارس کے بارے میں امتیازی طور پر بار بار اصلاحات اور ریفارمز کی بات کی جاتی ہے حالانکہ ہمارے ہاں تو ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات کی ضرورت ہے اس لیے صرف مدارس کو ہدف بنانا درست نہیں۔ اس پر اجلاس میں شریک ایک اہم ذمہ دار کی تجویز پر یہ طے پایا کہ مدرسہ ریفارمز کے بجائے ایجوکیشن ریفارمز کی بات کی جائے گی اور عمومی طور پر ایجوکیشن ریفارمز پر کام کیا جائے گا۔

☆..... اجلاس کے دوران دینی مدارس کے تعلیمی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ ہم نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس کے بارے میں یہ جو تاثر کہ مدارس میں عصری تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں اور مدارس عصری مضامین کی تعلیم و تدریس کی مخالفت کرتے ہیں یہ تاثر بالکل درست نہیں، مدارس نے از خود عصری تعلیم کو شامل نصاب کر رکھا ہے۔ دینی مدارس اگرچہ بنیادی طور پر دینی تعلیم کے ادارے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک حد تک عصری مضامین کو ہم دینی ضرورت سمجھتے ہیں البتہ ہمیں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ طلباء کا امتحان کیسے دلوایا جائے اور ہماری اسناد کی حیثیت کیا ہو؟ اس سے بھی زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ہماری عالمیہ کی سند کو تو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے لیکن تھانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے برابر تسلیم نہیں کیا گیا، اس حوالے سے 2010ء میں اس وقت کی حکومت سے ہمارا یہ معاہدہ طے پا گیا تھا کہ دینی مدارس کی پانچوں نمائندہ تنظیمات کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے گا لیکن تا حال اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہم نے یہ بھی تجویز کیا کہ اگر پانچوں وفاقیوں کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دینا ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو کر لیا جائے کہ جس طرح مدارس کی عالمیہ کی سند ایم اے کے مساوی ہے اسی طرح تھانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے مساوی تسلیم کیا جائے۔ اس پر وزیر تعلیم میاں بلخ الرحمن کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل پائی جو مدارس کو خود مختار امتحانی بورڈ یا مدارس کی اسناد کی مساوی حیثیت اور اس سے متعلق دیگر امور اور جملہ تجاویز کا جائزہ لے کر اپنی تجاویز پیش کرے گی بعد ازاں اس حوالے سے مزید پیش رفت ہوگی۔

☆..... اسی طرح غیر ملکی طلباء کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ دینی مدارس میں اس وقت اگرچہ غیر ملکی طلبہ بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لیکن انہیں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے، ان کے ویزوں میں توسیع نہیں کی جاتی، حالانکہ انہوں نے قانون کے مطابق درخواستیں جمع کروا رکھی ہیں لیکن انہیں بلاوجہ پریشان کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اداروں کی انتظامیہ سے کہا جاتا ہے کہ انہیں ڈی پورٹ کر دیا جائے گا، ان کے بارے میں ہماری درخواست یہ ہے کہ ان کے ویزوں میں توسیع کی جائے اور انہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے دی جائے۔ اسی طرح دنیا بھر کے ایسے طلباء جو پاکستان دینی تعلیم کے حصول کے لیے آنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہم نے ان کے لیے اپنے

دروازے بند کر رکھے ہیں اور انہیں انڈیا سمیت دیگر ممالک اپنے ویزے دے کر پاکستان کی بدنامی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں تو اس بات کو اپنا اعزاز سمجھنا چاہیے کہ دنیا بھر سے محض دینی تعلیم کے لیے تشنگان علوم پاکستان کا رخ کرتے ہیں ورنہ تو پاکستانی طلباء غیر ملکی یونیورسٹیز میں ڈگریوں اور عصری تعلیم کے حصول کے لیے جاتے ہیں لیکن کوئی غیر ملکی طالب علم ہماری یونیورسٹیز کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔

☆..... اسی طرح شرکاء اجلاس کی توجہ مدارس کے بینک اکاؤنٹس کی طرف بھی مبذول کروائی گئی کہ مدارس کے نئے اکاؤنٹ کھلوانے کے حوالے سے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تذکرہ کیا جائے اور مدارس کی قیادت کی گورنر اسٹیٹ بینک سے ملاقات کروا کر مدارس کے اکاؤنٹس کھولنے کا طریقہ کار، مطلوبہ دستاویزات اور ٹائم فریم طے کیا جائے تاکہ مدارس کا بروقت آڈٹ بھی ہو سکے اور مدارس بارے پر ویگنڈہ بھی بند ہو۔

علامہ پروفیسر ساجد میر نے بطور خاص اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہمارے ہاں جو لوگوں کو بلا جواز لاپتہ کر دیا جاتا ہے یہ پاکستان کی بدنامی اور ان کے خاندانوں کے لیے اذیت کا باعث ہے اس لیے تفتیش کو مہینوں اور سالوں تک نہ پھیلا یا جائے بلکہ فی الفور تفتیش مکمل کر کے ان کے خلاف قانونی اور عدالتی کارروائی کی جائے۔

مولانا مفتی منیب الرحمن نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ نکتہ اٹھایا کہ دینی قیادت کی میڈیا مالکان سے جلد از جلد ایک ملاقات کروائی جائے۔ جس میں یہ بات طے کی جائے کہ میڈیا پر مذہب کے بارے میں کیا بات زیر بحث لانی ہے اور کیا نہیں لانی؟ اور اسی طرح ہماری مذہبی اور اسلامی روایات کا کس قدر پاس رکھنے کی ضرورت ہے؟ مولانا مفتی منیب الرحمن نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیراعظم سے گلہ کیا کہ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کا مدارس بارے جو بیان سامنے آیا اس پر ہمیں دلی دکھ ہوا اور اس سے زیادہ اس بات کا افسوس ہوا کہ وزیراعظم نے اس بیان اور اس پر آنے والے شدید عمل کا نوٹس نہیں لیا اس پر وفاقی وزیر داخلہ نے کہا کہ اس بیان کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے اس لیے ہم اس پر معذرت کرتے ہیں۔

آخر میں ہم سب نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حکومت آج کے اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائے کیوں کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ عملدرآمد کا ہے۔ اسی طرح دونوں طرف سے ان خواہشات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ پاکستان کے مفاد کے لیے ہمیں مل جل کر کوشش کرنا ہوگی اور پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنانا ہوگا خاص طور پر ان قوتوں کو ناکام بنانا ہوگا جو کبھی لسانیت، کبھی سیاست اور کبھی مذہب کی آڑ لے کر پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

دینی مدارس کے بارے میں ہونے والا یہ اجلاس انتہائی مفید، موثر، مثبت اور نتیجہ خیز رہا۔ اللہ کرے کہ اس سے وابستہ

امیدیں حقیقت میں تبدیل ہوں اور فیصلوں پر خلوص نیت کے ساتھ فوری عمل ہو.....☆☆